

اخلاقی زوال کے اسباب اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کا حل: ایک تحقیقی جائزہ

Causes of Moral Decline and Their Remedies in the Light of Islamic Teachings:
A Research Study

Ameer Hamza Sarfra

Research Scholar, Al-Hamd Islamic University, Islamabad.

Email: an0107842@gmail.com

Dr.Tahir Sadiq

Lecturer, Department of Islamiyat, Federal Urdu University, Islamabad.

Email: Dr.tahirsadiq@gmail.com

Dr. Muhammad Babar Ali

Lecturer, Army Public School & College, Westrige

Received on: 07-01-2026

Accepted on: 20-02-2026

Abstract

Morality constitutes the true identity of every individual, society, and civilization. When a society is adorned with high moral values, it promotes peace, justice, honesty, mutual respect, and social stability. However, when moral principles weaken, social disorder, corruption, oppression, moral deviation, intolerance, and mutual hatred begin to prevail. Despite remarkable scientific progress, technological advancements, and material prosperity in the modern age, many societies around the world are facing a serious moral crisis. The weakening of the family system, selfishness, materialism, the negative use of social media, detachment from religious teachings, and the blind imitation of Western culture have further intensified moral decline. Islam is a complete code of life that provides comprehensive and balanced guidance for every aspect of human spiritual, personal, and social life. The Holy Qur'an and the Sunnah of the Prophet Muhammad ﷺ place extraordinary emphasis on morality and regard noble character as an essential component of faith and a fundamental means of achieving individual and social well-being. The Prophet Muhammad ﷺ explicitly declared that one of the primary objectives of his mission was the perfection of noble moral character, highlighting that the foundation of an Islamic society rests upon sound ethical values. This research study examines the major causes of moral decline, analyzes their social consequences, and presents effective remedies in the light of the Qur'an and Sunnah. It aims to demonstrate that Islamic teachings not only diagnose the causes of moral deterioration but also provide a comprehensive and practical framework for moral reform, character building, strengthening the family institution, and ensuring the stability and prosperity of society.

Keywords: Moral Decline, Islamic Teachings, Moral Values, Character Building, Social Reform.

اخلاق کسی بھی فرد، معاشرے اور تہذیب کی حقیقی شناخت ہوتے ہیں۔ جب معاشرہ اعلیٰ اخلاقی اقدار سے آراستہ ہو تو وہاں امن، انصاف، دیانت، باہمی احترام اور سماجی استحکام فروغ پاتا ہے، لیکن جب اخلاقی اصول کمزور پڑ جائیں تو معاشرتی انتشار، بد عنوانی، ظلم، بے راہروی، عدم برداشت اور باہمی نفرت جیسے مسائل جنم لیتے ہیں۔ عصر حاضر میں سائنسی ترقی، ٹیکنالوجی کی وسعت اور مادی آسائشوں کے باوجود دنیا کے بیشتر معاشرے اخلاقی بحران سے دوچار ہیں۔ خاندانی نظام کی کمزوری، خود غرضی، مادہ پرستی، سوشل میڈیا کا منفی استعمال، دینی تعلیمات سے دوری اور مغربی تہذیب کی اندھی تقلید نے اخلاقی زوال کو مزید گہرا کر دیا ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسان کی روحانی، انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر پہلو کے لیے متوازن رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ میں اخلاق کو غیر معمولی اہمیت دی گئی ہے اور بہترین اخلاق کو ایمان کی تکمیل اور معاشرتی فلاح کا بنیادی ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعثت کا ایک اہم مقصد مکارم اخلاق کی تکمیل بیان فرمایا، جس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی معاشرے کی بنیاد مضبوط اخلاقی اقدار پر قائم ہے۔ اس تحقیقی مضمون میں اخلاقی زوال کے نمایاں اسباب کا تجزیہ کیا جائے گا، ان کے معاشرتی اثرات کا جائزہ لیا جائے گا، اور قرآن و سنت کی روشنی میں ان کے مؤثر حل پیش کیے جائیں گے، تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ اسلامی تعلیمات نہ صرف اخلاقی انحطاط کی تشخیص کرتی ہیں بلکہ ایک ایسا جامع اور قابل عمل نظام بھی فراہم کرتی ہیں جو فرد کی کردار سازی، خاندان کی مضبوطی اور معاشرے کے استحکام میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

اخلاقی زوال کے اسباب

اخلاق کسی بھی معاشرے کی روح اور اس کی بقا کا بنیادی ستون ہوتے ہیں۔ جب کسی قوم کے اخلاق مضبوط ہوں تو وہ قوم ترقی، امن اور خوشحالی کی راہ پر گامزن رہتی ہے، لیکن جب اخلاقی اقدار کمزور ہونے لگیں تو معاشرے میں ظلم، بے انصافی، بد عنوانی، بد امنی، خاندانی انتشار، مار اور سماجی بے چینی جنم لیتی ہے۔ موجودہ دور میں اخلاقی زوال ایک عالمی مسئلہ بن چکا ہے۔ مادہ پرستی، خود غرضی، جھوٹ، دھوکہ، رشوت، بے حیائی، والدین کی نافرمانی، حقوق العباد کی پامالی اور مذہبی اقدار سے دوری اس زوال کی نمایاں علامات ہیں۔ اسلام نے ان تمام برائیوں کی اصلاح کے لیے جامع اصول اور عملی ہدایات عطا کی ہیں جن پر عمل کر کے ایک صالح اور پُر امن معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا ہے۔

۱۔ دینی تعلیمات سے دوری

اخلاقی زوال کی بنیادی اور اہم ترین وجوہات میں سے ایک دینی تعلیمات سے دوری ہے۔ جب انسان اپنی زندگی کو قرآن و سنت کی ہدایات سے الگ کر لیتا ہے تو اس کے اندر اللہ تعالیٰ کا خوف، احساس جواب دہی، تقویٰ اور اخلاقی ذمہ داری کا شعور کمزور ہونے لگتا ہے۔ نتیجتاً جھوٹ، خیانت، ظلم، دھوکہ، رشوت، بے حیائی، قطع رحمی اور دیگر اخلاقی برائیاں معاشرے میں عام ہو جاتی ہیں۔ اسلام نے انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر پہلو کے لیے واضح اصول و ضوابط مقرر کیے ہیں، جن پر عمل کرنے سے نہ صرف فرد کا کردار سنورتا ہے بلکہ پورا معاشرہ امن، عدل اور خیر کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ قرآن کریم انسان کو ہدایت، تزکیہ نفس اور اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دیتا ہے، لیکن جب مسلمان اس سرچشمہ ہدایت سے دور ہو جاتے ہیں تو ان کے اعمال میں بگاڑ اور معاشرتی رویوں میں انحطاط پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّيْ هِيَ أَقْوَمٌ"¹

"بے شک یہ قرآن اس راستے کی رہنمائی کرتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھا ہے۔"

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ قرآن مجید انسان کو بہترین عقائد، پاکیزہ اخلاق، صالح اعمال اور معتدل طرز زندگی کی طرف رہنمائی کرتا ہے، اور یہی وہ راستہ ہے جو دنیا و آخرت کی کامیابی کا ضامن ہے۔² اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُم بِهِمَا: كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّتِي۔"³

"میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک تم انہیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے ہر گز گمراہ نہیں ہو گے: اللہ کی کتاب اور میری سنت۔"

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن و سنت سے وابستگی ہی فکری و اخلاقی گمراہی سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ موجودہ دور میں جب نوجوان نسل دینی تعلیم، عبادات، ذکر الہی اور سیرت نبوی ﷺ کے عملی نمونے سے دور ہوتی جا رہی ہے تو اس کے نتیجے میں اخلاقی اقدار بھی کمزور پڑ رہی ہیں۔ لہذا اخلاقی زوال کے سد باب کے لیے ضروری ہے کہ گھروں، تعلیمی اداروں، مساجد اور معاشرتی سطح پر قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کیا جائے، دینی شعور کو فروغ دیا جائے اور افراد کی ایسی تربیت کی جائے جس سے ان کے اندر تقویٰ، امانت، دیانت، حسن اخلاق اور احساسِ ذمہ داری پیدا ہو۔ یہی وہ بنیاد ہے جس پر ایک صالح، مہذب اور مستحکم اسلامی معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔

۲۔ مادہ پرستی اور دنیا کی محبت

اخلاقی زوال کے بنیادی اسباب میں مادہ پرستی اور دنیا کی بے جا محبت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ جب انسان کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا، آخرت کی کامیابی اور اعلیٰ اخلاق کے بجائے صرف مال و دولت، اقتدار، شہرت اور دنیاوی آسائشوں کا حصول بن جائے تو اس کے کردار میں تدریجاً اخلاقی کمزوریاں پیدا ہونے لگتی ہیں۔ مال کی حرص انسان کو حلال و حرام کی تمیز سے غافل کر دیتی ہے، جس کے نتیجے میں رشوت، سود، دھوکہ، خیانت، ذخیرہ اندوزی، جھوٹ، ظلم اور ناجائز ذرائع سے دولت کمانے جیسے جرائم فروغ پاتے ہیں۔ اسلام دنیا کی نعمتوں سے استفادہ کرنے سے منع نہیں کرتا بلکہ ان کے اعتدال کے ساتھ استعمال کی تعلیم دیتا ہے، تاہم دنیا کی محبت کو دل پر اس حد تک غالب ہونے سے روکتا ہے کہ انسان اپنے دینی فرائض، اخلاقی اقدار اور آخرت کی جواب دہی کو فراموش کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن و سنت میں دنیا کی حقیقت کو بار بار واضح کیا گیا ہے تاکہ انسان دنیا کو منزل کے بجائے آخرت کی تیاری کا ذریعہ سمجھے۔ اگر دنیا کی محبت انسان کے دل پر غالب آجائے تو وہ اخلاقی اصولوں کو قربان کر کے وقتی مفادات کے حصول میں مصروف ہو جاتا ہے، جس سے انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر اخلاقی انحطاط پیدا ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ۔"⁴

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ دنیا کی تمام نعمتیں عارضی اور فنا ہونے والی ہیں، جبکہ حقیقی کامیابی آخرت کی کامیابی ہے، اس لیے مؤمن کو دنیا کی محبت میں اس قدر مشغول نہیں ہونا چاہیے کہ وہ اپنے دینی فرائض اور اخلاقی ذمہ داریوں سے غافل ہو جائے۔⁵

اسی مضمون کو رسول اللہ ﷺ نے نہایت مؤثر انداز میں بیان فرمایا:

"لَوْ كَانِ لِلْبَنِي آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَأَبْتَعِيَ ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ۔"⁶

² ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، دار طیبہ، ریاض، 1999ء، ج: 5، ص: 45

³ امام مالک، الموطأ، کتاب القدر، حدیث: 1594

⁴ سورۃ آل عمران، 3: 185

⁵ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، ج: 2، ص: 181

⁶ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الرقاق، باب الممتحن من فتنۃ المال، حدیث: 6439

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی فطرت میں مال کی خواہش موجود ہے، لیکن جب یہ خواہش حد سے بڑھ جائے تو وہ حرص و طمع میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اخلاقی حدود کو پامال کرنے لگتا ہے۔ اسی لیے اسلام نے قناعت، زہد، تقویٰ، حلال رزق، صدقہ و خیرات اور آخرت کی فکر کو فروغ دیا ہے تاکہ انسان دنیا کا غلام بننے کے بجائے اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ بنے۔ جب فرد اپنی خواہشات کو شریعت کے تابع کر لیتا ہے تو اس کے اندر دیانت، امانت، انصاف، ایثار اور حسن اخلاق جیسے اوصاف پیدا ہوتے ہیں، جو ایک صالح اور مثالی اسلامی معاشرے کی تشکیل کی بنیاد بنتے ہیں۔

۳۔ میڈیا اور سوشل میڈیا کا منفی استعمال

موجودہ دور میں میڈیا اور سوشل میڈیا انسانی زندگی کا ایک موثر ذریعہ ابلاغ بن چکے ہیں۔ اگرچہ ان ذرائع کے ذریعے علم، دعوت، تعلیم، اصلاح اور معلومات کی تیز تر ترسیل ممکن ہوئی ہے، لیکن ان کا غیر ذمہ دارانہ اور منفی استعمال اخلاقی زوال کا ایک اہم سبب بن گیا ہے۔ سوشل میڈیا پر چھوٹی خبروں کی اشاعت، کردار کشی، غیبت، بہتان، فحاشی، عریانی، بے حیائی، نفرت انگیز مواد، غیر اخلاقی تفریح اور وقت کے ضیاع جیسے عوامل معاشرے کی اخلاقی بنیادوں کو کمزور کر رہے ہیں۔ خصوصاً نوجوان نسل غیر اخلاقی اور بے مقصد مواد سے متاثر ہو کر اسلامی اقدار، حیا، عفت، احترام انسانیت اور خاندانی روایات سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ اسی طرح بغیر تحقیق کے خبریں پھیلانا، دوسروں کی عزت کو مجروح کرنا اور سوشل میڈیا کو ذاتی مفادات یا نفرت کے فروغ کے لیے استعمال کرنا اسلامی اخلاق کے سراسر خلاف ہے۔ اسلام ہر ایسی بات اور عمل سے روکتا ہے جو معاشرے میں فساد، بے حیائی اور بد اعتمادی کو فروغ دے، کیونکہ اخلاقی پاکیزگی ایک صالح معاشرے کی بنیاد ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

"إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔"⁷

علامہ قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں ہر اس شخص کے لیے سخت وعید بیان کی گئی ہے جو مسلمانوں کے درمیان بے حیائی، فحاشی اور اخلاقی برائیوں کو پھیلانے کا ذریعہ بنتا ہے، خواہ وہ قول کے ذریعے ہو، تحریر کے ذریعے یا کسی اور وسیلے سے۔ یہ حکم ہر دور پر منطبق ہوتا ہے، لہذا جدید ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا کا استعمال بھی اسی اصول کے تابع ہے۔⁸

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے زبان اور اظہار رائے کے ذمہ دارانہ استعمال کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

"مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ۔"⁹

یہ حدیث اس بات کی واضح رہنمائی کرتی ہے کہ مسلمان کی زبان اور قلم دونوں خیر، سچائی اور اصلاح کے لیے استعمال ہونے چاہئیں۔ موجودہ دور میں سوشل میڈیا پر کی جانے والی ہر تحریر، تصویر، ویڈیو اور تبصرہ بھی اسی اصول کے تحت آتا ہے۔ لہذا اسلامی تعلیمات کا تقاضا ہے کہ میڈیا اور سوشل میڈیا کو دعوت دین، علم کی اشاعت، اخلاقی تربیت، اصلاح معاشرہ اور مثبت افکار کے فروغ کے لیے استعمال کیا جائے، جبکہ جھوٹ، بہتان، فحاشی، نفرت انگیزی اور اخلاقی فساد پھیلانے والے تمام ذرائع سے اجتناب کیا جائے۔ اسی طرز عمل سے ایک پاکیزہ، باوقار اور اخلاقی اسلامی معاشرے کی تشکیل ممکن ہے۔

۴۔ خاندانی نظام کی کمزوری

اخلاقی زوال کے اہم اسباب میں خاندانی نظام کی کمزوری کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ خاندان ہی وہ پہلی درس گاہ ہے جہاں انسان کی دینی، اخلاقی اور سماجی تربیت

⁷ سورۃ النور، 24: 19

⁸ قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لأحكام القرآن، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، 1964ء، ج: 12، ص: 181

⁹ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الأدب، باب من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ جارہ، حدیث: 6018؛ مسلم، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب الإیمان، حدیث: 47

ہوتی ہے۔ جب خاندان محبت، احترام، ذمہ داری، دینی تربیت اور باہمی تعاون جیسی اسلامی اقدار سے محروم ہو جاتا ہے تو اس کے منفی اثرات افراد کے کردار اور پورے معاشرے پر مرتب ہوتے ہیں۔ موجودہ دور میں والدین کی مصروفیت، دینی تعلیم سے غفلت، اولاد کو مناسب وقت نہ دینا، گھریلو جھگڑے، طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح، بزرگوں کی بے توقیری، رشتہ داروں سے تعلقات کا کمزور ہونا اور جدید ذرائع ابلاغ کا بے جا استعمال خاندانی نظام کو متاثر کر رہے ہیں۔ نتیجتاً بچوں کی اخلاقی تربیت متاثر ہوتی ہے، والدین اور اولاد کے درمیان اعتماد کمزور پڑ جاتا ہے اور نئی نسل اسلامی اخلاق و اقدار سے دور ہوتی چلی جاتی ہے۔ اسلام نے خاندان کو ایک مضبوط، پرامن اور بااخلاق معاشرے کی بنیاد قرار دیا ہے اور اس کے ہر فرد کے حقوق و فرائض کو متعین کیا ہے تاکہ خاندان محبت، رحمت اور ذمہ داری کے اصولوں پر قائم رہے۔ اگر خاندانی نظام مضبوط ہو تو معاشرے میں دیانت، احترام، ایثار، حسن سلوک اور باہمی تعاون جیسی اخلاقی صفات فروغ پاتی ہیں، لیکن جب خاندان کمزور ہو جائے تو اخلاقی انحطاط ناگزیر ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا فُؤَادُكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا۔"¹⁰

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ خود بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اختیار کریں اور اپنے اہل و عیال کو بھی دینی تعلیم، حسن اخلاق اور نیک اعمال کی تربیت دیں تاکہ وہ دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کر سکیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ خاندان کی دینی اور اخلاقی تربیت والدین کی بنیادی ذمہ داری ہے۔¹¹

اسی حقیقت کو رسول اللہ ﷺ نے نہایت جامع انداز میں بیان فرمایا:

"كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالِرِّعَاءِ رَاعٍ وَالمَسْئُولُ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔"¹²

یہ حدیث اس امر کو واضح کرتی ہے کہ خاندان کے ہر ذمہ دار فرد پر اپنے زیرِ کفالت افراد کی دینی، اخلاقی اور سماجی تربیت کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ لہذا خاندانی نظام کی مضبوطی کے لیے ضروری ہے کہ گھروں میں قرآن و سنت کی تعلیم کو فروغ دیا جائے، والدین اپنی اولاد کی دینی اور اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ دیں، باہمی محبت، احترام، مشاورت اور صلہ رحمی کو فروغ دیا جائے اور خاندان کے ہر فرد کو اس کے حقوق و فرائض سے آگاہ کیا جائے۔ یہی اسلامی اصول ایک مضبوط خاندان اور بااخلاق معاشرے کی تشکیل کی ضمانت فراہم کرتے ہیں۔

۵۔ بری صحبت

اخلاقی زوال کے نمایاں اسباب میں بری صحبت کو نہایت اہم مقام حاصل ہے، کیونکہ انسان کی شخصیت، افکار، عادات اور اخلاق پر اس کے دوستوں اور ماحول کا گہرا اثر پڑتا ہے۔ اگر انسان نیک اور صالح لوگوں کی صحبت اختیار کرے تو اس کے اندر تقویٰ، حسن اخلاق، دیانت، امانت اور نیکی کے اوصاف پیدا ہوتے ہیں، لیکن اگر وہ برے اور بدکردار لوگوں کی رفاقت اختیار کرے تو رفتہ رفتہ ان کی عادات و اطوار اس کی شخصیت کا حصہ بن جاتے ہیں۔ موجودہ دور میں نوجوان نسل بری صحبت، غیر اخلاقی محفلوں اور گمراہ کن نظریات سے متاثر ہو کر جھوٹ، دھوکہ، بے حیائی، نشہ، بدزبانی، والدین کی نافرمانی اور دیگر اخلاقی برائیوں کی طرف مائل ہو رہی ہے۔ اسی طرح سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز نے بھی صحبت کے دائرے کو وسیع کر دیا ہے، جہاں غیر اخلاقی افراد اور فکری گمراہیوں کے عقائد و کردار کو متاثر کر

¹⁰ سورۃ التحریم، 6:66

¹¹ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، ج: 8، ص: 167

¹² البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الأحکام، باب قول اللہ تعالیٰ: اَطِيعُوا اللَّهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ، حدیث: 7138؛ مسلم، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب الإمامۃ،

رہی ہیں۔ اسلام نے انسان کو صالح افراد کی صحبت اختیار کرنے اور فاسق و بدکردار لوگوں کی مجلس سے بچنے کی تلقین کی ہے، کیونکہ اچھا ماحول انسان کی اخلاقی تعمیر اور برامحول اس کی اخلاقی تباہی کا سبب بنتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ"۔¹³

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو تقویٰ اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ سچے، نیک اور صالح لوگوں کی معیت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ نیک لوگوں کی صحبت انسان کے ایمان، کردار اور اخلاق کی اصلاح کا مؤثر ذریعہ ہے۔¹⁴ رسول اللہ ﷺ نے بھی صحبت کے اثرات کو نہایت جامع انداز میں بیان فرمایا:

"الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنِ يُخَالِلُ"۔¹⁵

ایک اور حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے نیک اور برے ساتھی کی مثال عطر فروش اور بھٹی دھونکنے والے شخص سے دی اور فرمایا:

"مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسَّوِّءِ كَمَثَلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكَيْبِ"۔¹⁶

یہ احادیث واضح کرتی ہیں کہ انسان کی اخلاقی تعمیر یا تباہی میں صحبت کا بنیادی کردار ہوتا ہے۔ اس لیے اسلامی تعلیمات کا تقاضا ہے کہ مسلمان نیک، دیندار اور بااخلاق افراد کی رفاقت اختیار کریں، دینی و علمی مجالس میں شرکت کریں اور ہر اس مجلس، دوستی یا ماحول سے اجتناب کریں جو گناہ، بے حیائی، بد اعتقاد یا اخلاقی بگاڑ کا سبب بنتا ہو۔ صالح صحبت نہ صرف انسان کے کردار کو سنوارتی ہے بلکہ اسے دنیا و آخرت کی کامیابی کے راستے پر بھی گامزن کرتی ہے۔

۶۔ تعلیم میں اخلاقی تربیت کا فقدان

اخلاقی زوال کے اہم اسباب میں تعلیم کے نظام میں اخلاقی تربیت کا فقدان بھی ایک بنیادی سبب ہے۔ عصر حاضر میں تعلیمی اداروں میں زیادہ تر توجہ مادی ترقی، پیشہ ورانہ مہارت، امتحانات میں کامیابی اور اعلیٰ ملازمتوں کے حصول پر دی جاتی ہے، جبکہ کردار سازی، دینی شعور، اخلاقی اقدار اور روحانی تربیت کو بنیادی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ اس کے نتیجے میں ایسے افراد معاشرے میں آرہے ہیں جو علمی اور فنی اعتبار سے تو قابل ہوتے ہیں، لیکن ان کے اندر دیانت، امانت، سچائی، عدل، احساس ذمہ داری، احترام انسانیت اور خدمتِ خلق جیسی اخلاقی صفات کمزور ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد میں بھی رشوت، بد عنوانی، دھوکہ دہی، نا انصافی اور دیگر اخلاقی برائیاں پائی جاتی ہیں۔ اسلام کے نزدیک علم کا مقصد صرف معلومات کا حصول نہیں بلکہ انسان کی اصلاح، تزکیہ نفس اور اخلاقی کردار کی تعمیر ہے۔ قرآن و سنت کی تعلیمات اس حقیقت پر زور دیتی ہیں کہ ایسا علم ہی حقیقی علم ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی معرفت، تقویٰ اور حسن اخلاق کی طرف لے جائے اور اسے معاشرے کے لیے نفع بخش فرد بنائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ"۔¹⁷

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ وحی کی پہلی تعلیم علم کے حصول سے متعلق ہے، لیکن یہ علم اللہ تعالیٰ کے نام سے وابستہ ہے، جس کا مقصد انسان کے

¹³ سورۃ التوبہ، 9: 119

¹⁴ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، ج: 4، ص: 219

¹⁵ السجستانی، ابوداؤد، السنن، کتاب الادب، باب من یؤمر ان یجالس، حدیث: 4833؛ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع، کتاب الزہد، حدیث: 2378

¹⁶ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الذبائح والصيد، حدیث: 5534؛ مسلم، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب البر والصدقة، حدیث: 2628

¹⁷ سورۃ العلق، 1: 96

ایمان، کردار اور عمل کی اصلاح کرنا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیم کا اصل مقصد علم کے ساتھ اخلاق اور تزکیہ نفس پیدا کرنا ہے۔¹⁸

رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعثت کے مقصد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ"۔¹⁹

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے علم کے ساتھ اخلاقی و دینی تربیت کی اہمیت کو یوں واضح فرمایا:

"مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ"۔²⁰

یہ آیات اور احادیث اس حقیقت کو نمایاں کرتی ہیں کہ اسلامی نظام تعلیم کا مقصد صرف علمی مہارت پیدا کرنا نہیں بلکہ ایسے باکردار، دیانت دار اور ذمہ دار افراد تیار کرنا ہے جو اپنے علم کو انسانیت کی بھلائی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے استعمال کریں۔ لہذا ضروری ہے کہ تعلیمی اداروں میں اخلاقی تعلیم، سیرت نبوی ﷺ، قرآن و سنت کی تعلیمات اور عملی کردار سازی کو نصاب کا لازمی حصہ بنایا جائے، اساتذہ کو بہترین اخلاقی نمونہ بنایا جائے اور طلبہ کی فکری، روحانی اور اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے تاکہ ایک صالح، باکردار اور ذمہ دار نسل پروان چڑھے جو معاشرے میں اخلاقی اقدار کے فروغ کا ذریعہ بن سکے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اخلاقی زوال کا حل

۱۔ قرآن و سنت سے مضبوط تعلق

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اخلاقی زوال کے مؤثر علاج میں سب سے اہم اور بنیادی ذریعہ قرآن و سنت سے مضبوط تعلق ہے۔ قرآن کریم انسان کی فکری، روحانی، اخلاقی اور عملی زندگی کے لیے مکمل ضابطہ حیات ہے، جبکہ سنت نبوی ﷺ قرآن کریم کی عملی تفسیر اور بہترین نمونہ ہے۔ جب فرد اپنی زندگی کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالتا ہے تو اس کے اندر تقویٰ، اخلاص، دیانت، امانت، عدل، صبر، عفو و درگزر، حسن معاشرت اور دیگر اعلیٰ اخلاقی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ اس کے برعکس جب معاشرہ قرآن و سنت کی تعلیمات سے دور ہو جاتا ہے تو اخلاقی اقدار کمزور پڑ جاتی ہیں اور جھوٹ، خیانت، ظلم، بے حیائی، رشوت اور دیگر سماجی برائیاں عام ہونے لگتی ہیں۔ اسی لیے اسلام نے مسلمانوں کو ہر حال میں کتاب الہی اور سنت رسول ﷺ کو مضبوطی سے تھامنے کی تلقین کی ہے، کیونکہ یہی دونوں سرچشمے انسان کو فکری گمراہی اور اخلاقی انحطاط سے محفوظ رکھتے ہیں۔ قرآن و سنت سے مضبوط تعلق نہ صرف فرد کے کردار کو سنوارتا ہے بلکہ ایک عادل، پُر امن اور بااخلاق معاشرے کی تشکیل کی بھی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلِّيِّ هِيَ أَقْوَمٌ"۔²¹

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ قرآن کریم انسان کو ایسے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق اور معاشرت کے اعتبار سے سب سے زیادہ درست، متوازن اور کامل ہے۔ جو شخص قرآن کی ہدایت کو اپناتا ہے وہ دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کرتا ہے اور اخلاقی گمراہی سے محفوظ رہتا ہے۔²²

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے قرآن و سنت کی پابندی کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

¹⁸ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، ج: 8، ص: 442

¹⁹ الإمام مالک، الموطأ، کتاب حسن الخلق، حدیث: 1614؛ الإمام أحمد بن حنبل، المسند، حدیث: 8952

²⁰ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب من یردد اللہ بہ خیراً نفقہ فی الدین، حدیث: 71؛ مسلم، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب الزکاة، حدیث: 1037

²¹ سورۃ الاسراء، 9: 17

²² ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، ج: 5، ص: 45

"تَزَكُّتُ فَيْكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُم بِهِمَا: كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّتِي۔" ²³

قرآن کریم نے نبی اکرم ﷺ کی سیرت کو بھی امت کے لیے بہترین نمونہ قرار دیا ہے:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔" ²⁴

علامہ قرطبی اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس عبادات، معاملات، اخلاق، صبر، عدل اور حسن معاشرت سمیت زندگی کے ہر شعبے میں کامل نمونہ ہے، اس لیے مسلمانوں کی کامیابی اسی میں ہے کہ وہ آپ ﷺ کی سنت کی پیروی کریں۔ ²⁵

ان آیات اور احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن و سنت سے مضبوط وابستگی ہی اخلاقی اصلاح اور معاشرتی استحکام کی حقیقی بنیاد ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ گھروں، مدارس، جامعات اور معاشرے کے ہر شعبے میں قرآن کریم کی تعلیم و تدریس، سنت نبوی ﷺ کی پیروی، سیرت طیبہ کے مطالعہ اور اسلامی اخلاق کی عملی تربیت کو فروغ دیا جائے تاکہ افراد کے کردار میں پاکیزگی، دیانت، عدل اور تقویٰ پیدا ہو اور ایک صالح، مہذب اور اخلاقی اسلامی معاشرہ تشکیل پاسکے۔

۲۔ تقویٰ اور خوفِ خدا پیدا کرنا

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اخلاقی زوال کے علاج کا ایک بنیادی اور مؤثر ذریعہ تقویٰ اور خوفِ خدا پیدا کرنا ہے۔ تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کے ہر شعبے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھے، اس کے احکام کی اطاعت کرے، ممنوعات سے اجتناب کرے اور ہر وقت اس بات کا احساس رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کے تمام اعمال، اقوال اور نیتوں سے پوری طرح باخبر ہے۔ جب انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت، محبت اور جواب دہی کا احساس راسخ ہو جاتا ہے تو وہ خلوت و جلوت دونوں میں گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے کردار کو دیانت، امانت، عدل، سچائی، صبر اور حسن اخلاق سے مزین کرتا ہے۔ اس کے برعکس جب تقویٰ اور خوفِ خدا کمزور ہو جائے تو انسان اپنی خواہشات کا غلام بن جاتا ہے اور جھوٹ، خیانت، ظلم، رشوت، بددیانتی، بے حیائی اور دیگر اخلاقی برائیوں میں مبتلا ہونے لگتا ہے۔ اسی لیے قرآن کریم نے تقویٰ کو انسان کی عزت، کامیابی اور فلاح کا معیار قرار دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اخلاقی زندگی کی بنیاد تقویٰ پر استوار کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"إِنْ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَاكُمْ۔" ²⁶

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسان کی فضیلت کا معیار نہ نسب، نہ مال اور نہ ہی دنیاوی مرتبہ ہے، بلکہ حقیقی فضیلت تقویٰ، اطاعتِ الہی اور حسنِ عمل میں ہے۔ جس قدر انسان تقویٰ اختیار کرے گا، اسی قدر وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز ہوگا۔ ²⁷

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا۔ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔" ²⁸

رسول اللہ ﷺ نے تقویٰ کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

²³ الامام مالک، الموطأ، کتاب القدر، حدیث: 1594

²⁴ سورۃ الاحزاب، 33: 21

²⁵ قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لأحكام القرآن، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، 1964ء، ج: 14، ص: 154

²⁶ سورۃ الحجرات، 49: 13

²⁷ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، ج: 7، ص: 386

²⁸ سورۃ الطلاق، 65: 2-3

"اتَّقِ اللَّهَ حَيْثُمَا كُنْ، وَاتَّبِعِ السَّبِيلَ الْحَسَنَةَ تَمَحُّهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ۔"²⁹

ایک اور حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے تقویٰ کے حقیقی مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"التَّقْوَى هَاهُنَا۔"³⁰

اور آپ ﷺ نے اپنے سینے کی طرف تین مرتبہ اشارہ فرمایا۔

ان آیات اور احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ تقویٰ اور خوفِ خدا انسان کے باطن کی اصلاح کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے، اور جب باطن درست ہو جائے تو اس کے اثرات انسان کے کردار، معاملات اور معاشرت پر بھی نمایاں ہوتے ہیں۔ لہذا اخلاقی زوال کے تدارک کے لیے ضروری ہے کہ افراد کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی عظمت، آخرت کی جواب دہی، قرآن کریم کے ساتھ تعلق، عبادات کی پابندی اور سنتِ نبوی ﷺ کی اتباع کا شعور بیدار کیا جائے، کیونکہ تقویٰ ہی وہ قوت ہے جو انسان کو ہر قسم کی اخلاقی برائی سے محفوظ رکھتی اور اسے ایک صالح، دیانت دار اور باکردار شخصیت میں تبدیل کر دیتی ہے۔

س۔ اخلاقی تعلیم اور تربیت

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اخلاقی زوال کے تدارک کا ایک اہم اور مؤثر ذریعہ اخلاقی تعلیم اور تربیت ہے۔ اسلام میں تعلیم کا مقصد محض معلومات فراہم کرنا یا پیشہ ورانہ مہارت پیدا کرنا نہیں، بلکہ ایسے باکردار، بااخلاق اور ذمہ دار افراد تیار کرنا ہے جو اپنی زندگی کے ہر شعبے میں اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل کریں۔ اخلاقی تربیت انسان کے کردار کو سنوارتی، اس کے اندر احساسِ ذمہ داری پیدا کرتی اور اسے سچائی، دیانت، امانت، عدل، صبر، عفو و درگزر، حسن سلوک اور خدمتِ خلق جیسی اعلیٰ صفات سے آراستہ کرتی ہے۔ اگر گھروں، تعلیمی اداروں، مساجد اور معاشرے میں اخلاقی تربیت کو نظر انداز کر دیا جائے تو علم اپنی اصل روح سے محروم ہو جاتا ہے اور تعلیم یافتہ افراد بھی جھوٹ، بد عنوانی، نا انصافی، خود غرضی اور دیگر اخلاقی برائیوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ اسی لیے اسلام نے تعلیم کے ساتھ تزکیہٴ نفس، کردار سازی اور اخلاقی اصلاح کو لازم قرار دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ اس حقیقت کا روشن نمونہ ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو صرف علم ہی نہیں سکھایا بلکہ ان کی عملی، روحانی اور اخلاقی تربیت بھی فرمائی، جس کے نتیجے میں وہ انسانیت کے بہترین کردار کے حامل بنے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔"³¹

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بنیادی مقاصد میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیات سنانا، ان کا تزکیہٴ نفس کرنا اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دینا شامل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیم میں علم اور اخلاقی تربیت ایک دوسرے سے جدا نہیں بلکہ لازم و ملزوم ہیں۔³² رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعثت کے مقصد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ۔"³³

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

²⁹ الترمذی، محمد بن عسلی، الجامع، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی معاشرۃ الناس، حدیث: 1987

³⁰ مسلم، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلۃ والآداب، حدیث: 2564

³¹ سورۃ الجمعۃ، 2: 62

³² ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، ج: 8، ص: 117

³³ الإمام مالک، الموطأ، کتاب حسن الخلق، حدیث: 1614؛ الإمام أحمد بن حنبل، المسند، حدیث: 8952

"إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا."³⁴

ان آیات اور احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں اخلاقی تعلیم اور تربیت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، کیونکہ یہی ایک صالح اور متوازن شخصیت کی تعمیر کا ذریعہ ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ گھروں، مدارس، جامعات اور دیگر تعلیمی اداروں میں اخلاقی تربیت کو نصاب اور عملی سرگرمیوں کا لازمی حصہ بنایا جائے، اساتذہ اپنے کردار سے طلبہ کے لیے نمونہ بنیں، والدین اولاد کی دینی و اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ دیں، اور معاشرے میں سیرت نبوی ﷺ اور اسلامی اخلاق کے فروغ کے لیے منظم اقدامات کیے جائیں تاکہ ایک دیانت دار، باکردار اور بااخلاق نسل تیار ہو جو معاشرے کی اصلاح اور ترقی میں مثبت کردار ادا کر سکے۔

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اخلاقی زوال کے تدارک کا ایک نہایت مؤثر ذریعہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ اسلام صرف انفرادی اصلاح تک محدود نہیں بلکہ پورے معاشرے کی اصلاح کو بھی ہر مسلمان کی اجتماعی ذمہ داری قرار دیتا ہے۔ امر بالمعروف سے مراد نیکی، بھلائی اور اسلامی اقدار کی دعوت دینا ہے، جبکہ نہی عن المنکر کا مطلب برائی، گناہ، ظلم اور اخلاقی خرابیوں سے روکنا ہے۔ جب معاشرے میں یہ فرضہ زندہ رہتا ہے تو نیکی کو فروغ ملتا ہے، برائیاں محدود ہوتی ہیں اور افراد کے اندر اجتماعی ذمہ داری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ لیکن جب لوگ برائی کو دیکھ کر خاموش رہنے لگیں، ظلم، بے حیائی، بد عنوانی، رشوت، نا انصافی اور دیگر اخلاقی برائیوں کے خلاف آواز بلند نہ کریں تو معاشرے میں اخلاقی زوال تیزی سے پھیلنے لگتا ہے۔ اسلام نے ہر مسلمان کو اس بات کا پابند بنایا ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق نیکی کی اشاعت اور برائی کی روک تھام میں اپنا کردار ادا کرے، تاکہ معاشرہ امن، عدل اور پاکیزہ اخلاق کا گہوارہ بن سکے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ."³⁵

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں مسلمانوں کو ایک ایسی جماعت قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو لوگوں کو خیر، ہدایت اور دین حق کی طرف بلائے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔ یہی وہ جماعت ہے جو دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کرتی ہے اور معاشرے کی اصلاح کا ذریعہ بنتی ہے۔³⁶ مضمون کورسول اللہ ﷺ نے نہایت جامع انداز میں بیان فرمایا:

"مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ."³⁷

ایک اور موقع پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"الدِّينُ النَّصِيحَةُ."³⁸

یہ آیات اور احادیث اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلامی معاشرے کی بقا، اخلاقی پاکیزگی اور اجتماعی اصلاح کی بنیاد ہیں۔ لہذا ضروری ہے کہ علماء، اساتذہ، والدین، ذرائع ابلاغ اور معاشرے کے تمام افراد اپنی اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں، حکمت، نرمی اور خیر خواہی کے ساتھ لوگوں کو نیکی کی دعوت دیں اور برائیوں سے روکنے کی کوشش کریں۔ جب یہ فرضہ زندہ ہوگا تو معاشرے میں اخلاقی برائیاں کم ہوں گی، نیکی کو فروغ ملے گا اور ایک صالح، پر امن اور باکردار اسلامی معاشرہ وجود میں آئے گا۔

³⁴ الترمذی، محمد بن عسلی، الجامع، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی حسن الخلق، حدیث: 2018

³⁵ سورۃ آل عمران، 3: 104

³⁶ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، دار طیبہ، ریاض، 1999ء، ج: 2، ص: 93

³⁷ مسلم، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب الإیمان، باب بیان کون المنکر من الإیمان، حدیث: 49

³⁸ مسلم، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب الإیمان، باب بیان أن الدین النصیحة، حدیث: 55

۵۔ عدل، امانت اور دیانت کا فروغ

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اخلاقی زوال کے تدارک کے بنیادی ذرائع میں عدل، امانت اور دیانت کا فروغ نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اسلام نے ان تینوں اوصاف کو ایک صالح فرد اور مثالی معاشرے کی بنیاد قرار دیا ہے۔ عدل سے مراد ہر شخص کو اس کا حق دینا اور ہر معاملے میں انصاف سے کام لینا ہے، جبکہ امانت اور دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے سپرد کیے گئے حقوق، ذمہ داریوں اور فرائض کو پوری ایمانداری کے ساتھ ادا کرے۔ جب معاشرے میں عدل و انصاف قائم ہوتا ہے تو ظلم، استحصا، اقربا پروری اور نا انصافی کا خاتمہ ہوتا ہے، اور جب امانت و دیانت کو فروغ ملتا ہے تو رشوت، خیانت، دھوکہ دہی، بدعنوانی اور مالی بے ضابطگیوں جیسے اخلاقی جرائم کا سد باب ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں اخلاقی زوال کی ایک بڑی وجہ یہی ہے کہ ذاتی مفادات کو اجتماعی مفاد پر ترجیح دی جا رہی ہے، جس کے نتیجے میں انصاف کا فقدان، امانت میں خیانت اور دیانت داری کی کمی معاشرتی نظام کو کمزور کر رہی ہے۔ اسلام ہر مسلمان کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ اپنے تمام معاملات میں عدل و انصاف کو اختیار کرے، امانتوں کو ان کے حق داروں تک پہنچائے اور ہر حال میں سچائی اور دیانت داری کو اپنا شعار بنائے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ۔" ³⁹

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ہر قسم کی امانت اس کے مستحق تک پہنچائیں اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت مکمل عدل و انصاف سے کام لیں۔ یہ حکم حکمرانوں، قاضیوں، ذمہ داران اور عام مسلمانوں سب کے لیے یکساں ہے، کیونکہ معاشرے کی اصلاح عدل اور امانت کے قیام ہی سے ممکن ہے۔ ⁴⁰ رسول اللہ ﷺ نے امانت اور دیانت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ، وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ۔" ⁴¹

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے عدل کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللَّهِ عَلَىٰ مَتَابِرٍ مِنْ نُورٍ... الَّذِينَ يَغْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا۔" ⁴²

ان آیات اور احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ عدل، امانت اور دیانت اسلامی معاشرے کے بنیادی ستون ہیں۔ لہذا ضروری ہے کہ انفرادی اور اجتماعی زندگی میں انصاف کو فروغ دیا جائے، ہر قسم کی امانت کو دیانت داری کے ساتھ ادا کیا جائے، معاشی، تعلیمی، عدالتی اور انتظامی نظام میں شفافیت قائم کی جائے اور سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں دیانت داری کو عملی زندگی کا حصہ بنایا جائے۔ جب معاشرے میں عدل قائم ہوگا، مانتیں صحیح طور پر ادا کی جائیں گی اور دیانت داری عام ہوگی تو اخلاقی زوال کا خاتمہ ہوگا اور ایک مضبوط، پر امن اور فلاحی اسلامی معاشرہ وجود میں آئے گا۔

۶۔ اچھے ماحول اور صالح صحبت کا اہتمام

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اخلاقی زوال کے مؤثر علاج میں اچھے ماحول اور صالح صحبت کا اہتمام نہایت اہم مقام رکھتا ہے۔ انسان کی شخصیت، کردار اور طرز فکر اس کے ماحول اور صحبت سے گہرا اثر قبول کرتے ہیں۔ اگر کسی فرد کو دینی، پاکیزہ اور صالح ماحول میسر ہو تو اس کے اندر تقویٰ، حسن اخلاق، امانت، دیانت، صبر، عفو و درگزر اور دیگر اعلیٰ اخلاقی صفات پروان چڑھتی ہیں، جبکہ فاسد ماحول اور بد کردار افراد کی صحبت انسان کو گناہوں، بے راہروی، بد اعمالی اور اخلاقی انحطاط کی طرف لے جاتی ہے۔ اسی لیے اسلام نے صالحین کی مجلس اختیار کرنے، علماء اور نیک لوگوں سے تعلق رکھنے، دینی اجتماعات میں شرکت کرنے اور ایسے ماحول سے بچنے کی تعلیم

³⁹ سورۃ النساء، 4: 58

⁴⁰ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، ج: 2، ص: 344

⁴¹ الإمام أحمد بن حنبل، المسند، حدیث: 12567؛ البیہقی، أحمد بن الحسن، شعب الإيمان، حدیث: 5254

⁴² مسلم، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب الإمارة، باب فضیلة الإمام العادل، حدیث: 1827

دی ہے جو انسان کے ایمان اور اخلاق کو نقصان پہنچائے۔ موجودہ دور میں سوشل میڈیا، انٹرنیٹ، غیر اخلاقی تفریح اور بے مقصد محفلوں نے نوجوان نسل کے ماحول کو بری طرح متاثر کیا ہے، جس کے نتیجے میں اخلاقی اقدار کمزور ہو رہی ہیں۔ لہذا ایک باکردار اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لیے ضروری ہے کہ گھروں، تعلیمی اداروں، مساجد اور معاشرتی حلقوں میں ایسا ماحول پیدا کیا جائے جو دینی شعور، اخلاقی تربیت اور صالح کردار کے فروغ کا ذریعہ بنے۔ اللہ کا ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ"۔⁴³

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو تقویٰ اختیار کرنے کے ساتھ سچے، مخلص اور نیک لوگوں کی معیت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ صالحین کی صحبت ایمان کو مضبوط کرتی، اخلاق کو سنوارتی اور انسان کو گناہوں سے محفوظ رکھنے میں مدد دیتی ہے۔⁴⁴

رسول اللہ ﷺ نے نیک اور برے ماحول کے اثرات کو ایک خوبصورت مثال کے ذریعے واضح فرمایا:

"مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسَّوِّءِ كَمَثَلِ الْمَسْكِ وَنَافِخِ الْكَبِيرِ، فَحَامِلُ الْمَسْكِ إِمَّا أَنْ يُخْذِلَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَتَّبَعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكَبِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً"۔⁴⁵

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ"۔⁴⁶

ان آیات اور احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ صالح ماحول اور نیک صحبت انسان کے ایمان، اخلاق اور کردار کی اصلاح میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ افراد ایسی مجالس، دوستوں اور معاشرتی حلقوں کا انتخاب کریں جو انہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت، حسن اخلاق، علم، تقویٰ اور نیکی کی طرف راغب کریں، جبکہ ہر ایسے ماحول، مجلس اور تعلق سے اجتناب کریں جو گناہ، بے حیائی، بد اعتقاد یا اخلاقی بگاڑ کا سبب بنتا ہو۔ صالح ماحول اور نیک صحبت ہی ایک مضبوط، باکردار اور اخلاقی اسلامی معاشرے کی تشکیل کی ضمانت فراہم کرتے ہیں۔

یہ پس منظر اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اخلاقی زوال موجودہ دور کے سنگین سماجی مسائل میں سے ایک ہے، جس کی بنیادی وجوہات دینی تعلیمات سے دوری، مادہ پرستی، میڈیا کا منفی استعمال، خاندانی نظام کی کمزوری، بری صحبت اور اخلاقی تربیت کا فقدان ہیں۔ اسلام نے ان تمام اسباب کا مؤثر علاج قرآن و سنت کی تعلیمات، تقویٰ، صالح تربیت، عدل و امانت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، اور نیک صحبت کی صورت میں پیش کیا ہے۔ اگر مسلمان ان اسلامی اصولوں کو انفرادی اور اجتماعی زندگی میں نافذ کریں تو اخلاقی زوال پر قابو پایا جاسکتا ہے، خاندان مضبوط ہوں گے، معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ بنے گا اور ایک صالح اسلامی معاشرہ وجود میں آئے گا۔

خلاصہ بحث

اخلاقی زوال موجودہ دور کا ایک نہایت سنگین دینی، سماجی اور تہذیبی مسئلہ ہے، جس کے اثرات فرد کی شخصیت، خاندانی نظام، تعلیمی اداروں، معاشرتی تعلقات اور ریاستی نظام تک نمایاں طور پر محسوس کیے جا رہے ہیں۔ جب معاشرہ قرآن و سنت کی تعلیمات سے دور ہو جاتا ہے تو اس کے نتیجے میں مادہ پرستی، خود غرضی، جھوٹ، خبیثانہ، رشوت، نا انصافی، بے حیائی، والدین کی نافرمانی، قطع رحمی، بددیانتی، عدم برداشت اور دیگر اخلاقی برائیاں عام ہونے لگتی ہیں، جو معاشرے کے امن، استحکام اور باہمی اعتماد کو کمزور کر دیتی ہیں۔ اس تحقیقی مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اخلاقی زوال کی بنیادی وجوہات میں دینی تعلیمات سے دوری، دنیا کی بے جا

⁴³ سورۃ التوبہ، 9: 119

⁴⁴ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، ج: 4، ص: 219

⁴⁵ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الذبائح والصيد، حدیث: 5534؛ مسلم، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب البر والصدقة، حدیث: 2628

⁴⁶ الترمذی، ابو داؤد، السنن، کتاب الادب، باب من یؤمن ان یجالس، حدیث: 4833؛ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع، کتاب الزہد، حدیث: 2378

محبت، میڈیا اور سوشل میڈیا کا منفی استعمال، خاندانی نظام کی کمزوری، بری صحبت، اور تعلیمی نظام میں اخلاقی تربیت کا فقدان شامل ہیں۔ ان اسباب کے نتیجے میں افراد کے کردار میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور اجتماعی سطح پر ظلم، بد عنوانی، بے انصافی اور اخلاقی بے راہروی فروغ پاتی ہے۔ اسلام نے ان تمام مسائل کا جامع، متوازن اور دائمی حل قرآن و سنت سے مضبوط وابستگی، تقویٰ اور خوفِ خدا، اخلاقی تعلیم و تربیت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، عدل، امانت اور دیانت کے فروغ، اور صالح ماحول و نیک صحبت کے اہتمام کی صورت میں پیش کیا ہے۔ یہ اسلامی اصول نہ صرف انسان کے عقیدہ، فکر، کردار اور اعمال کی اصلاح کرتے ہیں بلکہ ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیتے ہیں جو عدل، محبت، اخوت، رواداری، امانت، دیانت، خدمتِ خلق اور باہمی احترام جیسی اعلیٰ اقدار پر قائم ہوتا ہے۔ لہذا عصرِ حاضر کے اخلاقی بحران کا مؤثر اور پائیدار حل اسی میں ہے کہ انفرادی، خاندانی، تعلیمی اور اجتماعی سطح پر قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ کی تعلیمات کو عملی طور پر نافذ کیا جائے، والدین، اساتذہ، علماء، ذرائع ابلاغ اور ریاستی ادارے اپنی اپنی ذمہ داریاں دیانت داری کے ساتھ ادا کریں، اور نئی نسل کی دینی، فکری اور اخلاقی تربیت کو قومی ترجیحات میں شامل کیا جائے۔ یہی وہ راستہ ہے جو اخلاقی زوال کا سد باب کر کے ایک صالح، مہذب، پُر امن، باوقار اور فلاحی اسلامی معاشرے کی تشکیل کی ضمانت فراہم کرتا ہے، اور یہی اسلامی تعلیمات کا حقیقی پیغام اور انسانی فلاح و کامیابی کا دائمی ذریعہ ہے۔